

## تصکر

حضرت امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی | از جناب مولانا سید مناظر احسن صاحب  
گیلانی تقطیع کلاں ضخامت چار سو صفحات

دوسرے صفحہ میں ۲۹ سطریں کتابت و طباعت بہتر قیمت جلد آٹھ روپے بارہ آنے۔ پتہ:۔  
نفیس، اکیڈمی بلاس اسٹریٹ، کراچی۔

دوسری صدی ہجری کا نصف اول تاریخ اسلام کا ایک نہایت پُر آشوب زمانہ ہے  
یہی زمانہ ہے جب کہ خلافت بنی امیہ اپنی زندگی کی آخری منزل سے گذر رہی تھی اور خلافت  
عباسیہ کے نام سے ایک دوسری حکومت عالم ظہور میں آنے والی تھی اس بنا پر سیاسی حالت  
پر مبنی کہ ممالک عہد اسلام میں نظم و جبرہ فتنہ و فساد و لوہور بغارت و سرکشی کی آگ جگمگ بھڑک رہی  
تھی ایک پابندی کی دوسری پابندی کے خلاف ریشہ و انیال اور سازشیں روزمرہ کا مشغل بن  
گیا تھا۔ دین اور شریعت کو ہر پابندی اپنے سیاسی مقصد کے لئے بے تکلف استعمال کرتی  
تھی دوسری جانب عجمیوں کے ساتھ احتیاط و ارتباط کے باعث اسلامی عقائد و افکار سے  
متعلق نئے نئے مسائل پیدا ہو گئے تھے اور وہ مسلمانوں کی عام اخلاقی اور عملی زندگی کو متاثر  
کر رہے تھے عرض کہ پوری سوسائٹی ایک فکری و علمی انتشار و پرآگندگی میں مبتلا تھی اور اس حالت  
سلی اور فتنہ کا یہ عالم تھا کہ اس زمانہ کے بڑے بڑے ارباب صلاح و تقویٰ اور اصحاب علم و دہری  
مردم بخود ہو کر رہ گئے تھے امدان پر ایک عام مایوسی اور بددلی چھائی ہوئی تھی یہاں تک کہ ان میں  
سے جن جن نے تو اجتماعی زندگی سے تعلق منقطع کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی اور اپنی  
شاہدوں میں سے مروئے از غیب بروں آید کار سے بکندہ کے منتظر تھے "قدرت نے حضرت

امام ابوحنیفہ قدس اللہ روحہ کی صورت میں ”مردے ازغیب“ پیدا کیا۔ چنانچہ امام اعظم نے قرآن و حدیث کی روشنی میں شریعت اسلام کا مطالعہ نہایت باریک بینی اور دقت نگاہ سے کیا اور فقہ کے مسائل کا حل اسی کی روشنی میں قیاس شرعی کی مدد سے پیدا کر لیا جو لوگ ان گوناگوں اور نہایت پیچیدہ مسائل و معاملات کا اندازہ رکھتے تھے اور نہ ان کے طریق حل سے واقف تھے انہوں نے امام عالی مقام کو قیاس اور نہ جانے کیا کچھ کہا لیکن آج تاریخ اسلام کا ہر صفحہ اس حقیقت کی زندہ شہادت ہے کہ امام اعظم فقہ حنفی کے نام سے جو ایک مکمل اور نہایت جامع دستور مرتب فرمائے ہیں وہ نہ صرف کسی ایک خاص زمانہ یا صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ ہر دور میں ایک ہی قانونی دستور حیات کی حیثیت سے واجب العمل ہے اس فقہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کو فطرتِ انسانی کے واجبات و مطالبات کے ساتھ اس طرح ہم آہنگ کر دیا گیا ہے کہ پورے بڑے بڑے متعین و مدبرین اس پر حیران ہیں امام صاحب نے یہ اہم کام خود تنہا نہیں کیا تھا بلکہ اس مقصد کے لئے آپ نے کو ذمہ میں ایک مستقل مجلس وضع قوانین ”قائمہ کی مجلس“ میں اس عہد کے بڑے بڑے محدثین و فقہاء جو امام صاحب سے تلمذ کا تعلق رکھتے تھے شریک تھے روزانہ صبح سے شام تک اس مجلس میں نئے نئے امور و معاملات پر گفتگو ہوتی تھی ہر ایک آزادی کامل کے ساتھ اپنی رائے پیش کرتا تھا اور پھر سب سے آخر میں حضرت امام اپنی رائے بیان فرماتے تھے اس طرح اجتماعی و انفرادی زندگی سے متعلق ہزاروں مسائل تھے جو بحث و تھیس کے بعد نکھر نکھر کر مرتب و مدن ہو گئے حضرت امام کا یہ کارنامہ اتنا عظیم الشان ہے کہ دنیا میں جب تک اسلام کا وجود باقی ہے مسلمان کبھی اس کے بارے میں شک و افسانہ سے سبکدوش نہیں ہو سکتے امام اعظم کی زندگی کا یہ کارنامہ اس قدر جلی اور روشن ہے کہ آپ کے حالات و سوانح میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں اس میں زیادہ تر اس پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے اگرچہ ساتھ ہی بعض اور حالات و مقامات بھی بیان کئے جاتے ہیں مثلاً آپ کا تقویٰ و طہارت و نہایت

برہان دہلی

وہابی، حکومت سے استعفاء۔ قضا کے عہدہ کا قبول نہ کرنا وغیرہ۔ لیکن ان کی حیثیت محض ضمنی ہے اور ان سے حکومت و سیاست میں امام اعظم کی انقلابی جدوجہد پر کوئی روشنی نہیں پڑتی حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ امام صاحب صرف ایک بلند پایہ نقیبہ و عالم ہی نہیں تھے بلکہ ایک عظیم المرتبت سیاسی مفکر بھی تھے جنہوں نے حکومت جاہلہ کو حکومت عادلہ میں تبدیل کرنے کے لئے ایک طرف سیاسی انقلابی جماعت کی سربراہی کی اور دوسری جانب منصب قضا کو رونق دینے کے لئے امام ابو یوسف ایسے ائمہ کبار پیدا کئے جنہوں نے خلافت میں داخل ہو کر اس کی حیثیت و وضع بدل دی اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے امام صاحب نے بہت بڑے سپانہ پر تجارت کی اور اسکے نتیجہ میں وہ خود اہل اولاد حکام سے بے نیاز ہو کر رہے۔ انہوں نے غیر مستطیع علماء کی مدد کی اور سیاسی انقلاب کی حامی جماعت کو مالی قوت ہم پہنچائی یہ تمام واقعات نہایت غیر مرتب طریقہ پر امام صاحب کے تذکرہ میں لکھے ہوئے پڑے تھے لہذا اللہ تعالیٰ اجر جزیل عطا فرمائے جناب مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی کو کہ آپ نے بڑی کد و کاوش اور تلاش و تحقیق کے بعد انہیں حالات و واقعات کو تاریخی طور پر اس طرح مرتب و مہذب کر کے پیش کر دیا ہے کہ امام اعظم کی زندگی کا یہ اسم کار نامہ جو اب تک نظروں سے پوشیدہ تھا صاف و شفاف ہو کر سامنے آجاتا ہے اور یہ واضح طور پر محسوس ہونے لگتا ہے کہ جس طرح ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کے تخت پر اکبر و جہانگیر کے بعد چانگ شاہ جہاں اور رنگ زیب عالمگیر ایسے راجہ مسلمان بادشاہوں کا جلوہ نما ہونا حضرت مجدد الف ثانی کے نفوس قدسیہ کا فیضان اثر تھا اسی طرح سمرقند ایسے ظالم کے بعد اردن رشید اور مامون ایسے ”سلاطین“ کا جنہوں نے مسلمانوں کے عہد زریں کی تعمیر کی۔ تخت خلافت پر نمودار ہونا بے شبہ بہت کچھ امام عالی مقام کے سیاسی تدبیر اور آپ کی انقلابی مساعی کا نتیجہ تھا فاضل مصنف نے یہ پوری داستان عجیب و الغابہ اور دلچسپ انداز میں لکھی ہے جس کا اندازہ پوری کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے پھر چونکہ مولانا کے قلم سیر رقم کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اصل موضوع بحث کی حد بندیوں میں محصور نہیں رہتا بلکہ ضمنی مسائل و مباحث کو اپنے دامن تحریر میں سمیٹتا ہوا چلتا ہے اس لئے یہ کتاب صرف حضرت امام ابو حنیفہ کی سیاسی